مذاکرہ علمیہ

یعنی

مکالمہ شیعہ و احمدی

"ہمارے احمدی دوست منشی غلام حسین صاحب خادم بھیروی نے جس قابلیت سے یہ مکالمہ مرتب کیا ہے ہر طرح سے قابل داد و لائق صاد ہے مجھے امید ہے کہ انصاف پسند حق طلب اصحاب کا حق نمائی میں معاون ہوگا۔ اللہ تعالیٰ منشی صاحب کو بیش از بیش اجر دے اور ان کے قلم میں اس سے بھی زیادہ زور ہو احباب جو ان کے مضامین کی قدر فرماتے ہیں اور اپنی پسندیدگی کے خطوط بھیجتے ہیں وہ اگر توسیع اشاعت تشحیذ میں جہد بلیغ فرمادیں تو عند اللہ ماجور ہوں۔" (ایڈیٹر)

شیعہ۔ جناب علی علیہ السلام خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے یہ ایک ایسی فضیلت ہے جس میں کوئی اور متنفس آپکا شریک نہیں ایک شاعر نے خوب کہا ہے ؎ فرزند بخانۂ خدا اشد + با بنت رسول کتخدا شد

احمدی۔ اس فضیلت میں جناب علی علیہ السلام منفرد نہیں ہیں کیونکہ حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بھتیجے کی پیدائش بھی تو خانہ کعبہ میں ہوئی وذٰلک ان امہ دخلت الکعبۃ فی نسوۃ من قریش وھی حاملۃ فضربھا المخاض فاتیت بنطع فولدت حکیم بن حزام علیہ۔ استیعاب جلد اول صفحہ ۱۲۲ ترجمہ حکیم بن حزام۔

باقی رہا رسول کریم صلعم کی بیٹی سے کتخدا ہونا سو اس خصوصیت میں بھی آپ (علی) مخصوص نہیں ہیں حضرت عثمان رضہ نے ایک چھوڑ دو صاحبزادیوں حضرت رقیہ و ام کلثوم رضہ سے عقد کیا تھا۔

شیعہ۔ یوں تو رسول صلعم نے ابو العاص اور ابولہب کے بیٹے عقبہ کو بھی جو کافر تھے اپنی بیٹیاں زینب اور رقیہ دے دی تھیں۔

احمدی۔ دے تو دی تھیں مگر خدا کے واسطے یہ بھی تو سوچو کہ کب دی تھیں رسالت ملنے سے پہلے یا بعد کو۔

اصل یہ ہی کہ یہ دونوں عقد ظہور اسلام سے پہلے کے ہیں پھر ان کا انجام بھی تو قابل غور ہے عثمان کا عقد بعد ظہور اسلام و غلبہ اہل اسلام ہوا۔ دونوں کو یکساں قیاس کرنا سراسر بے انصافی ہی تفصیل اس اجمال کی یہ ہی کہ عتبہ نے تو ہجرت کے موقعہ پر ہی رقیہ کو طلاق دے دی تھی۔ کیونکہ اس نے ہجرت کرنا اور مسلمان ہونا گوارا نہ کیا اور اپنے کفر پر جیسا کا ویسا ہی قائم رہا رقیہ مدینے چلی آئیں۔ اور آنحضرت صلعم نے ان کا نکاح حضرت عثمان کے ساتھ کر دیا اب فرمائیے اس سابقہ نکاح میں اور اسمیں کچھ فرق ہی یا نہ؟

دوسری صاحبزادی زینب کا حال یوں مذکور ہے کہ ابو العاص کو جو زینب کے خالہ زاد بھی تھے زینب سے کمال محبّت تھی ابو العاص نہ تو ہجرت کے وقت تک مسلمان ہوئے تھے نہ ہجرت کی اور نہ طلاق دینا گوارا کر سکے اگرچہ زینب بھی ہجرت کے وقت مدینہ میں ہی رہیں۔ مگر آنحضرت صلعم نے ان کو اچھی طرح سمجھا دیا اور منع فرما دیا تھا کہ جب تک ابو العاص مسلمان ہو کر ہجرت منظور نہ کرے ان کے ساتھ بیویوں کی سی معاشرت نہ کرے۔

اور اسی طرح جب ابو العاص جنگ بدر میں کفار مکہ کی طرف سے آکر لڑے اور آخر قید ہو گئے اور زینب نے اپنی والدہ ماجدہ خدیجہ کے گلے کا قیمتی ہار ان کے فدیہ میں روانہ کیا اور وہ رہا کئے گئے تو آنحضرت صلعم نے ابوالعاص کو خاص طور پر تاکید فرمائی تھی۔ کہ "دانستہ باش ایں دختر من بر تو حرام است چہ او مسلمان است و تو کافری"۔ آخر آنحضرت صلعم نے خاص طور پر زینب کو مدینہ میں بلوا لیا اور ابو العاص مکہ میں ہی رہے لیکن آخر وہ بھی مدینہ میں آگئے مسلمان ہو گئے اسکے بعد دوبارہ زینب ان کو دی گئیں۔ بلکہ بروئے بعض روایات دوبارہ نکاح پڑھا گیا۔ تفصیل کے لئے دیکھو کتاب ناسخ التواریخ جلد اول کتاب دوم صفحہ ۱۳۱ مطبوعہ ایران۔

با ایں ہمہ یہ کہنا کہ رسول صلعم نے تو کافروں کو بھی لڑکیاں بے دی تھیں عثمان کو دیں تو کیا؟ کسقدر جسارت ہے۔ اور کسقدر سوئے ادب اور گستاخی ہے۔ استغفر اللہ!!!

شیعہ۔ ہمارے علماء کہتے ہیں کہ سوائے حضرت سیدہ (فاطمہ رض) کے دوسری لڑکیاں آنحضرت صلعم کی حقیقی بیٹیاں نہ تھیں بلکہ خدیجہ کی بہن ہالہ کے بطن سے تھیں۔ یا خدیجہ کی تھیں

تو ربائب تھیں اگلے خاوندوں کے نطفہ سے۔

احمدی۔ زبانی تو اکثر سنا ہے مگر کوئی ثبوت شیعہ کی طرف سے کم از کم میری نظر سے نہیں گذرا بلکہ بڑی بڑی معتبر کتب سے ان کا حقیقی بیٹیاں ہونا ہی ثابت ہوا مثلاً دیکھو اصول کافی باب مولد النبی جلد اصفحہ ۲۷۸۔ ناسخ التواریخ جلد اول کتاب دوم صفحہ ۱۳۱

شیعہ۔ جناب سیدہ فاطمہ کے مقابلہ میں دوسری صاحبزادیوں کی کوئی خاص خصوصیت تو بتلائیے جس سے یہ شبہ رفع ہو جائے۔

احمدی۔ سنئے ابو العاص سے زینب کی ایک بیٹی امامہ ہوئی۔ آنحضرت صلعم کو یہ نواسی یہاں تک پیاری تھی کہ اکثر حالت نماز میں اس کو اپنے اوپر چڑھا لیتے تھے اور اس کو اہلبیت میں سے سب سے زیادہ عزیز جانتے تھے ثبوت کے لئے دیکھو روایات ذیل:۔

اوّل۔ وکان رسول اللہ یحبھا وکان ربما حملھا علیٰ عنقہٖ فی الصلوٰۃ

دوم۔ عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اھدیت لہ ھدیۃ فیھا قلادۃ من جزع فقال لادفعنھا الی احبّ اھلی فقال النسآء ذھبت بھا ابنۃ ابی قحافۃ فدعا رسول اللہ امامۃ بنت زینب فاعلقھا فی عنقھا

ہر دو حدیثوں کے لئے دیکھو استیعاب جلد ۲ کتاب النساء ترجمہ امامۃ بنت ابی العاص نمبر ۳۲ صفحہ ۷۲۷

فرمائیے اس سے بڑھکر اور کیا خصوصیت ہو سکتی ہے بغیر حقیقی بیٹی کی اولاد کے اسقدر شفقت غیر کی اولاد سے ہرگز متصوّر نہیں اگر یہ خصوصیّت نہ بھی ہوتی جب بھی چونکہ انکا اصل بنات الرسول ہونا کتب معتبرہ و احادیث و انساب فریقین سے ثابت ہے تو پھر اسمیں کسی کو دلیل کی حاجت یا شک و شبہ کرنے کی گنجائش ہی کہاں رہتی ہے

اس موقعہ پر شیعہ کی محبّت اہلبیت کا حال بھی آپ پر واضح ہو گیا ہوگا کہ بعض سے محبّت ہے اور بعض سے نفرت۔ جو کہ آیت افتؤمنون ببعض وتکفرون ببعض کا مصداق ہے۔

شیعہ۔ عائشہؓ کی موت کا واقعہ کس طرح پر ہے ہم لوگوں میں مشہور ہے کہ مدینہ میں

امیر معاویہ نے ان کو ضیافت کے بہانے بلایا اور ایک کنواں کھدوا رکھا۔ اسکو اوپر سے ڈھانک دیا اور اُن کے بیٹھنے کی جگہ وہاں بنائی جونہی عائشہ نے اس پر پاؤں رکھا دھم سے کنوئیں میں گر گئیں انکی اصلیت بیان کریں اور یہ بھی بتائیں کہ قبر ان کی کہاں ہے؟

احمدی۔ خدا جانے اس فسانہ کا ماخذ کیا ہے سوائے کتاب الھارون کے جو مسٹر پامر عیسائی مورّخ کی ہے اغلباً کسی معتبر تاریخ اسلام میں اسکا ذکر تک نہیں اور نہ کتب احادیث وسیر میں۔ عبد الحق صاحب دہلوی نے مدارج النبوۃ میں اس بے اصل اور جعلی روایت کی خاص طور پر تردید کردی ہے علاوہ ازیں میںنے خاص اس روایت کی تحقیق میں ناسخ التواریخ کو بھی عائشہ کے حالات میں دو دفعہ دیکھا ہے لیکن اس روایت کا اشارہ بھی نہیں۔ بلکہ وہاں پر موت کا ذکر معمولی طور پر لکھا پایا دہو مذا۔

"عائشہ شب سہ شنبہ ہفدہم شہر رمضان در سال پنجاہ و ہشتم ہجری و بروایتے در سال پنجاہ و ہفتم در مدینہ وفات کروند و ایں وقت شصت و شش بود۔ ہم دراں شب اورا بر داشتہ وابو ہریرہ بروے نماز گذاشت ودر بقیع بخاک سپردند" ناسخ التواریخ جلد اول کتاب دوم صفحہ ۶۱۴

استیعاب میں بھی ایسا ہی لکھا ہے بلکہ وہاں سے ایک اور نکتہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ عائشہ نے خود وصیت فرمائی تھی کہ مجھ کو رات کے وقت دفن کرنا۔ امرت ان تدفن لیلاً فدفنت بعد الوتر بالبقیع۔ استیعاب کتاب النساء جلد ۲ صفحہ ۷۶۶۔ ترجمہ عائشہ۔

اگر ان کی موت کنوئیں میں گر کر اچانک ہو گئی ہے تو وصیت کا موقعہ ہی کہاں رہا۔

شیعہ۔ ہم شیعوں کو اس سے سخت انکار ہے کہ جناب علی کی صاحبزادی ام کلثوم کا عقد خلیفہ ثانی سے ہوا تھا۔ اس بارہ میں بہت سی روایات فریقین سے سُن چکے ہیں کوئی ایسی روایت کتب شیعہ سے سنائیے جس کی صداقت پر دل بول اٹھے

احمدی۔ میںنے اس عقد کے ثبوت میں رسالہ اصلاح کے انکار پر ایک مضمون عرصہ

ہوا۔ النجم لکھنؤ میں شائع کرایا تھا جس کے جواب میں خدا جانے انہوں نے کچھ لکھا ہے یا نہ۔ اس کے بعد بھی میں اور کتابوں سے اس واقعہ کی تحقیق کرتا رہا۔ چنانچہ ایک روایت ناسخ التواریخ سے ملگئی جس سے اس واقعہ کی صداقت میں شک و شبہ نہیں رہتا۔ اب وہ روایت یہ ہے۔

"روز دیگر کہ روز سیم خلافت علی بود مردے بہ نزدیک وے آمد و گفت یا امیر المومنین دانستہ باش کہ عبد اللہ بن عمر الخطاب از مدینہ باہنگ مکہ بیرون شد۔ تا اگر تواند مردم را بر تو بشوراند۔ علی فرمود تا کس بر ود۔ واو را ماخوذ داشتہ باز آرد۔ ام کلثوم دختر علی علیہ السلام کہ زوجہ عمر بن الخطاب بود نزد پدر آمد۔ و در شفاعت او ضراعت فرمود۔ تا علی بپذیرفت و فرمان کرد کہ از ابن عمر دست باز دارید تا بہر جا میخواہد برود"

ناسخ التواریخ جلد سوم کتاب دوم صفحہ ۴۲ مطبوعہ ایران

شیعہ۔ عائشہ نے امام حسنؑ کو مطابق انکی وصیت کے روضہ رسول پاک میں دفن نہ ہونے دیا۔ یہ کسقدر سرد مہری ہے بلکہ مشہور ہے کہ خچر پر سوار ہو کر جنازہ اٹھانے والوں کے مقابلہ کو نکلیں۔

احمدی۔ صحیح روایات سے جو معلوم ہوا یہ ہے کہ حضرت عائشہ نے تو حسب وصیت امام حسن علیہ السلام امام حسین علیہ السلام کو روضہ رسول صلعم میں دفن ہونے کی اجازت دے دی تھی لیکن مروان بن الحکم مانع ہوا اور کہا کہ خدا کی قسم جن لوگوں نے عثمان رضؓ کو مقبرہ میں دفن ہونے سے منع کیا تھا۔ اور اب چاہتے ہیں کہ حسن کو عائشہ کے گھر میں دفن کریں ہرگز نہیں کر سکینگے۔ نزدیک تھا کہ فریقین میں جو مسلح تھے مقابلہ سے مقاتلہ تک نوبت پہنچے مگر ابو ہریرہ کی بروقت کوشش اور امام حسین کی منت و سماجت سے خدا خدا کر کے یہ اٹھتا ہوا فتنہ بیٹھ گیا۔ اور پھر امام علیہ السلام کو جنت البقیع میں ہی دفن کیا گیا۔ یہ تفصیل کتاب استیعاب سے لی گئی ہے جس میں دو ضروری موقعہ آپکی تسلی کے لئے عرض کر دینا ضروری جانتا ہوں۔

۱۔ وقد کانت اباحت له عائشه رضی الله عنها ان یدفن مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فی بیتها وکان سالها ذلك فی مرضه فلما مات منع ذلك مروان وبنو امیه فی خبر یطول ذکره۔ استیعاب جلد اول صفحہ ۱۴۴۔ ترجمہ امام حسینؑ

۲- امام حسینؑ فرماتے ہیں وقد کنت طلبت الی عائشه اذا مت ان تاذن لی فادفن فی بیتھا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت نعم - استیعاب جلد اول صفحہ ۱۴۵
اس سے ثابت ہوسکتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے نہیں بلکہ مروان اور بنوامیہ نے جنازہ کو روک دیا تھا کہ روضہ رسول میں دفن ہو اور یہ حضرت عثمان کے انتقام میں تھا جنکو بعد شہادت مخالفین نے مسلمانوں کے گورستان میں دفن نہ ہونے دیا تھا - واللہ اعلم بالصواب

شیعہ - جن لوگوں نے امام برحق جناب علی علیہ السلام سے مقاتلہ و محاربہ کیا خصوصاً عائشہ وطلحہ وزبیر کے حق میں آپکا فتویٰ کیا ہے - حالانکہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے یا علی حربک حربی -

احمدی - ۱- شیعوں کو اپنے علماء و مجتہدین سے قسم دیکر پوچھنا چاہیئے کہ خود جناب علیؑ نے حضرت عائشہ کے بعد واقعہ جمل کیا سلوک کیا اور نیز یہ کہ عائشہ کی توبہ کا ذکر مجالس المومنین جیسی معتبر کتاب شیعہ میں ہے یا نہیں ؟ پس ہم بھی جناب علی علیہ السلام کی سنت پر چلتے ہیں - اور جو کوئی اس سے زیادہ کہتا ہے اسکے گستاخ اور بے ادب ہونے میں کیا شک ہے -

لکھا ہے کہ بعد واقعہ جمل علی علیہ السلام نے حضرت ام المومنین عائشہ کے حق میں فرمایا ولھا بعد حرمتھا الاولیٰ والحساب علی اللہ - وبا این ہمہ من محل و مکانت او را پست نہ کنم وکیفر اعمال او را با خداوند باز گذارم - ناسخ التواریخ جلد سیم کتاب دوم صفحہ ۶۱۳ یعنے اس جنگ کے بعد بھی اسکی حرمت اور عزت میرے دل میں ویسی ہی ہے جیسے کہ پہلے تھی اور میں اسکے رتبہ اور رفعت کو کم نہیں کرتا - اور اعمال کا بدلہ خدا پر چھوڑتا ہوں (سبحان اللہ)

اور اسی طرح جب مخالفین کا سامان لشکریوں میں تقسیم کیا گیا - لیکن ان کے زن و فرزند اور مال و زر کی تقسیم سے جناب علی علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو منع فرمادیا - اور وہ نہیں مانتے تھے اور اصرار کرتے تھے واللہ ما قسمت بالسویۃ ولا عدلت فی الرعیۃ تو آنجناب نے فرمایا فایکم یاخذ عائشۃ لسہمہ - ہاں اے مردم اگر گفتار مرا پذیرفتا نیستند بگوئید تا کدام یک عائشہ را بسہم خویش ماخوذ مے دارید - ناسخ التواریخ جلد سیم کتاب ۲ صفحہ ۹۳ یعنے اگر دوسرے کفار کی طرح ان سے بھی سلوک کیا جاوے اور غنائم اور اساری

کی تقسیم حسب معمول کیجائے تو بتلاؤ عائیشہ رضہ کو اپنے حصہ میں کون لیجائیگا۔

ب۔ باقی رہے زبیر رضہ یہ آنحضرت کی پھوپھی صفیہ رضہ کے بیٹے تھے جنگ جمل میں شامل تو ہوگئے مگر حضرت صلعم کی ایک حدیث یاد آگئی بہت شرمسار ہوئے اور مارے ندامت کے جنگ سے دست بردار ہوکر گھر کی راہ لی ثم شہد الزبیر الجمل فقاتل فیہ ساعۃ فناداہ علیؓ وانفرد بہ فذکر الزبیرؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لہ وقد وجدھما یضحکان بعضھما الی بعض اما انک ستقاتل علیا وانت ظالم فذکر الزبیر رضہ ذلک فانصرف عن القتال الخ استیعاب جلد اول صفحہ ۲۰۹۔ اصحاب علی علیہ السلام میں سے ایک شخص ابن جرموز نے ان کا تعاقب کیا اور وادی السباع میں جہاں کہ زبیر نماز پڑھکر سو گئے تھے ان کا سر کاٹ کر جناب علی علیہ السلام کے پاس لایا اور انعام کا خواستگار ہوا امیرالمومنین غمگین ہوئے اور فرمایا کہ کیوں تو نے ان کو قتل کیا پھر زبیر کی تلوار ہاتھ میں لیکر ہلائی اور فرمایا "ایں شمشیرے است کہ بسیار رنج و محن از روئے رسول خدا دفع دادہ" یعنے یہ وہ تلوار ہے جس نے بارہا رسول صلعم کے آگے سے انکے رنج و غم کو دور کیا۔ قاتل نے دوبارہ عرض کیا کہ حضور مجھ کو میرا انعام ملنا چاہئے۔ جس پر آپ نے فرمایا۔ سوگند با خدائے کہ زبیر جبان نہ بود ولئیم نہ بود۔ لکن مرگ در مصرعے زشت اورا دریافت۔ ہمانا از رسول خدائے شنیدم کہ فرمود کشندہ زبیر را بآتش بشارت دہ (بشّر قاتل ابن صفیّۃ بالنّار) یعنے خدا کی قسم کہ زبیر نہ ڈرپوک تھا اور نہ کمینہ۔ البتہ موت نے بے ڈھب مقام پر ان کو دھر پچھاڑا۔ میںنے رسول خدا سے سنا ہوا ہے کہ زبیر کے قاتل کو جہنم کی بشارت ہو۔

ابن جرموز مایوس ہوکر پھر آیا اور کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کس طرح جی سکوں اگر کوئی تمہاری خاطر تلوار کھینچے اور مخالف کو قتل کرے دوزخ کی بشارت پائے اور اگر مقابلہ کرے اور جنگ آزمائی کرے تو کافر اور دوزخی بنے یہ کہکر وہ چل دیا۔ اور آخر کار خارجیوں کے ساتھ جنگ نہرواں میں جناب علی علیہ السلام کے جاں نثاروں کے ہاتھ سے مقتول ہوگیا۔ ناسخ التواریخ جلد سیم کتاب دوم صفحہ ۳۔

اب آپ بتلائیں کہ عام شیعوں کا چلن ابن جرموز کے مذاق پر رہے یا جناب علی ع

کی سیرت سنیہ پر ہے؟

ج - عائشہ - زبیر اور طلحہ رضہ تینوں کے بارے میں یکجائی طور پر ایک روایت ہے - کہ جناب علی علیہ السلام نے فرمایا -

وقد روی عن علی رضہ انہ قال واللّٰہ انی لارجوا ان اکون انا وعثمان وطلحہ والزبیر ممن قال اللّٰہ تعالیٰ ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سررٍ متقابلین - یعنی قسم ہے خدا کی امید ہے کہ میں عثمان طلحہ اور زبیر ان لوگوں میں سے ہونگے - جن کے حق میں خدا نے فرمایا ہے کہ بہشت میں ہمنے ان کے سینوں سے جو ذرا شکر رنجی تھی نکال ڈالی - اور وہ بھائی بھائی آمنے سامنے تختوں کے اوپر بیٹھے ہوئے

ویسے ہی اس آیت والی ہدایہ سے پتہ چلتا ہے کہ اہل جنت میں سے ایک گروہ ضرور ایسا ہے جن میں دنیوی زندگی کے بعض حالات ومعاملات کی وجہ سے کچھ ناچاقی پیدا ہو چکی ہے لیکن خداوند کریم کا وعدہ ہے کہ جب وہ بہشت میں داخل ہوں گے تو وہ غصہ غضب ہم ان کے دلوں سے نکال ڈالینگے اور بعد اسکے وہ بھائی بھائی ہو جائینگے - پس ایک فریق کے طرفدار بنکر دوسرے فریق کو برا بھلا کہنا بے فائدہ اور اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کرنا ہے اور بس -

شیعہ - ہم لوگوں میں مشہور ہے کہ ابوبکر وعمر رسول صلعم کو حالت نماز میں چھوڑ کر باہر چلے جاتے تھے اور اسواسطے قرآن میں آیا ہے - وترکوک قائماً -

احمدی - بالکل غلط افواہ اور بے اصل اتہام ہے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے کبھی ایسا نہیں کیا - آیت وترکوک قائماً سورہ جمعہ میں ہے اسکے شان نزول میں لکھا ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم جمعہ کے دن خطبہ سنا رہے تھے کہ اچانک ایک قافلہ مدینہ میں باہر سے آیا - حاضرین میں سے اکثر لوگ اسکو دیکھنے کیواسطے خطبہ چھوڑ کر اٹھ دوڑے یہانتک کہ صرف بارہ صحابی رہ گئے جن میں ابوبکر وعمر بھی تھے حتی لم یبق منھم الا اثنی عشر رجلاً فیھم ابوبکر وعمرؓ ونزلت ھذہ الآیۃ - ترمذی شریف مطبوعہ فخر المطابع دہلی ۱۲ تفسیر سورہ جمعہ صفحہ ۵۴۸

آپ انصاف کریں کہ آپ کے ہم مشرب کس قدر غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں۔ ابوبکر و عمر جو علی الخصوص سلمعین باقیماندہ میں ہی تھے ان کا نام تارکین میں لیا جاتا ہے اور باقی صحابہ بھی جو قافلہ دیکھنے گئے۔ تو خطبہ چھوڑ کر گئے تہ کہ نماز کو پھر اسوقت تک معلوم ہوتا ہی کہ خطبہ چھوڑنے کی نہی کا پورا علم نہ تھا اعتراض اس صورت میں وزندار ہو جاتا ہے جب یہ ثابت کیا جائے کہ بعد نزول آیت مذکورہ بھی کوئی صحابی مہاجرین و انصار میں سے مسجد کو چھوڑ کر کسی کھیل و تماشہ میں لگجاتا تھا۔

شیعہ۔ یہ بھی ہم لوگوں میں مشہور ہے کہ ابوبکر و عمر نے ایکدفعہ آنحضرت صلعم کے حضور میں اسقدر شور مچادیا کہ آیت لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی نازل ہوئی اور جب بوقت وفات آنحضرت صلعم نے کاغذ دوات منگائی تو اسوقت بھی انہوں نے شور مچادیا کہ حسبنا کتاب اللہ

احمدی۔ آیت لا ترفعوا اصواتکم میں خطاب عامہ مومنین مسلمین سے ہے ابوبکر و عمر کا خاص طور پر کہیں نام نہیں۔ البتہ روایات میں جو آیا ہے اسکی کیفیت یہ ہے کہ نزول آیت محولہ سے پہلے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں اونچا بولنے کی ممانعت آئی ہی نہ تھی بس اگر دونوں صاحبان حسب عادت عرب کسی بات پر اونچا بول بھی بیٹھے اور آئندہ کے لئے توبہ کرلی تو کیا قباحت لازم آئی۔ بابا آدم علیہ السلام نے تو باوجود ممانعت لا تقربا ھذہ الشجرۃ جنت کے درخت سے کھا لیا تھا یہ بھی آدمی تھے اگر قبل از ممانعت کوئی امر مکروہ ان سے سرزد ہو گیا تو کیا ہوا۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ اس ممانعت کے بعد بھی وہ بدستور حضور نبوی میں اونچا بولتے تھے یا نہ؟ سو جہاں یہ روایت اونچا بولنے والی آئی ہے وہیں اس کے آخر میں لکھا ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد عمر رضہ ہمیشہ حضور نبوی میں یہانتک دھیما بولتے تھے کہ سننے والوں کو دوبارہ بات پوچھنے کی ضرورت پڑتی تھی۔ وکان عمر بعد ذالک اذا تکلم عند النبی لم یسمع کلامہ حتی یستفھمہ۔ ترمذی تفسیر سورہ حجرات صفحہ ۵۲۰

باقی رہا حضرت عمر کا حسبنا کتاب اللہ کہنا سو وہ نہ کسی حکم الہی کے خلاف ہے۔ نہ کسی حدیث صحیح کے خود قرآن میں آیا ہے اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتب سورہ عنکبوت رکوع ۵۔ غرض عمر نے جو کچھ کہا وہ خدا کے فرمودہ کے عین مطابق کہا۔ اور شور و غوغا تو دوسرے لوگوں نے مچادیا تھا جو گھر میں تھے۔ چنانچہ اصل روایت میں آیا ہے فقال عمر قد

غلب علیہ الوجع وعندکم القرآن حسبکم کتاب اللہ فاختلف اھل البیت واختصموا الخ۔ مشکوٰۃ فصل الثالث ربع ۴ مطبوعہ امرتسر ۳۴۵۔

شیعہ۔ حدیث حوض میں جن صحابہ کا ذکر ہے اہلسنت ہرگز نہیں بتلاسکتے کہ سوائے ان کے خلیفوں کے اور کون اصحاب مراد ہیں:-

احمدی۔ اہل سنت کی کتابوں میں صدیوں سے ان لوگوں کی تصریح موجود ہے اور وہ مسیلمہ اور اسود عنسی وغیرہ اور ان کے توابع ہیں جو آنحضرت صلعم کی زندگی میں اسلام لائے مگر بعد وفات مرتد ہوگئے اور دین میں قسم قسم کے احداث بھی انہوں نے ہی کئے دیکھو محققین اہلسنت کی تصریح۔

یرید بہم من ارتد من الاعراب الذین اسلموا فی ایامہ اصحاب مسیلمہ والاسود۔ ترمذی تفسیر سورہ انبیاء صفحہ ۵۲۰

علاوہ ازیں جبکہ ابوبکرؓ جیسے یار غار رسول تھے ویسے ہی یار حوض بھی ہیں جیسے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے انکو انت صاحبی فی الغار وصاحبی علی الحوض رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ باب مناقب ابی بکر فصل الثانی ۳۶۸۔ تو پھر کس بنا پر ان کو حدیث حوض اصیحابی والی حدیث کا مصداق سمجھا جاوے۔ جو کہ مجمل ہے فتدبر۔

شیعہ۔ حدیث میں آیا ہے کہ جنگ احد کے دن آنحضرت صلعم نے اپنے دشمنوں پر لعنت فرمائی پس جب ہم لوگ دشمنان اہلبیت رسول پر لعنت کرتے ہیں تو کیوں برا منایا جاتا ہے۔

احمدی۔ کتب حدیث میں بیشک مذکور ہے کہ احد کے دن آنحضرت صلعم نے اپنے بلکہ خدا کے دشمنوں پر لعنت فرمائی۔ لیکن اسکے ساتھ ہی آیا ہے کہ آپکو فوراً اس سے منع کیا گیا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی لیس لک من الامر شیئی او یتوب علیہم۔

اب حضرت صلعم نے تو ساری عمر میں صرف ایک دفعہ لعنت فرمائی اور اس سے بھی فوراً منع کئے گئے اور پھر امید نہیں کہ دوبارہ دشمنوں پر لعنت کرکے مخالفت امر الٰہی فرمائی ہو۔ حاشا وکلا پھر دیکھئے اسکا نتیجہ کیا مبارک نکلا کہ ابوسفیان وغیرہ کفار سب نے توبہ کرلی مسلمان ہوگئے۔ اور اچھے اچھے کام کئے اب اصل روایت کو غور سے مطالعہ کریں۔ عبداللہ بن عمر عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم احد اللہم العن ابا سفین اللہم العن الحارث بن ہشام

اللّٰہمّ العن صفوان بن امیّہ قال فنزلت لیس لک من الامر شئی او یتوب علیہم فتاب علیہم فاسلموا فحسن اسلامہم۔ ترمذی کتاب التفسیر صفحہ ۴۸۹

اس روایت سے رسول صلعم کا عمل دربارہ لعنت دشمنان اسلام تو آپ کو معلوم ہو گیا۔ اب اسکا مقابلہ ان طریق لعنت سے کریں کہ جس سے کسی وقت مخلصی نہ ہوئے نمازوں میں لعنت دعاؤں میں لعنت پانی پیتے لعنت مجالس میں لعنت۔ غرض کوئی کام لعنت کے بغیر ناتمام ہے سنہ بہ بیں تفاوت رہ از کجا است تا بکجا۔ (باقی دارد انشاءاللہ)

کیسی شیعہ تھی اماموں کے زمانے والے

کی وفا شیرِ خدا سے نہ حسن سے ایفا

(ملخص از رسالہ شیخ الاولین مؤلفہ خاکسار راقم)

ہر امام کے پیروان کے مختصر حالات

۱۔ جناب **علی** علیہ السّلام۔ آخرِ عمر میں لوگوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں "اے لوگو! جو لڑکوں اور عورتوں کی مانند عقل رکھتے ہو۔ کاش میں تم کو کبھی نہ دیکھتا اور نہ تم کو پہچانتا۔ میرے دل کو پیپ اور میرے سینے کو غصّہ سے تم نے بھر دیا ہے اور تمنے سخت نافرمانی کی ہے میری رائے کو تمنے ضائع کر دیا!!" حلیتہ المتقین مجلسی باب ۱۴ صفحہ ۱۶۱ ۳ وغیرہ

۲۔ امام **حسن** علیہ السلام فرماتے ہیں "مجھے فریب دیا جس طرح اپنے پہلے امام کو فریب دیا اور نہیں معلوم میرے بعد کس امام سے تم لوگ مقابلہ کرو گے"۔ جلاء العیون اردو صفحہ ۳۱۲

(ب) ایک شخص امام حسن کی خدمت میں آیا اور کہا ہماری گردنوں کو آپنے ذلیل کیا۔ اور ہم شیعوں کو آپنے غلامان بنی امیّہ بنا دیا حضرت نے فرمایا کیونکر ہے اسنے کہا اسوجہ سے کہ خلافت آپنے معاویہ کو دیدی حضرت نے فرمایا۔ بخدا اسوگند میںنے کوئی یاور نہ پایا۔ اگر میں یاور پاتا۔ رات دن معاویہ سے جنگ کرتا۔ یہانتک کہ خدا میرے اور اس کے درمیان